

طباعتِ قرآن میں رسمِ عثمانی کا التزام

کلماتِ قرآنیہ کی کتابت کا ایک بڑا حصہ تلفظ کے موافق یعنی قیاسی ہے، لیکن چند کلمات تلفظ کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔ کیا مصاحف کی کتابت و طباعت میں رسمِ عثمانی کے قواعد و ضوابط کی پابندی واجب ہے اور کیا رسمِ قرآنی اور رسمِ قیاسی کے مابین یہ فرق و اختلاف باقی رہنا چاہیے؟ اس سوال کے حوالے سے علمائے رسم اور مورخین کے ہاں دو زاویہ ہائے فکر پائے جاتے ہیں:

جمہورِ علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآنی رسم کی قدامت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں اور طباعتِ مصاحف میں اسی کی پابندی لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسمِ عثمانی کو اختیار کرنے پر اتفاق کیا ہے اور صحابہ کا اتفاق اسی معاملہ پر ممکن ہو ہے جو ان کے ہاں متفق ہو کر واضح ہو چکا ہو۔ (۱)

فکر کا دوسرا زاویہ یہ ہے کہ عوام کے لیے رسمِ عثمانی کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف میں قراءتِ قرآن کے لحاظ سے کئی مفاسد ہیں، اس لیے عوامی سطح پر اس رسم الخط کو ترک کر دینا چاہیے، البتہ خواص کے لیے اس کی گنجائش باقی رہنی چاہیے۔ ذیل میں ہم ان دونوں نقطہ ہائے نظر اور ان کے استدلالات کا ایک مطالعہ پیش کریں گے۔

رسمِ عثمانی کا التزام

رسمِ عثمانی کے مجمع علیہ ہونے میں کسی کا اختلاف منقول نہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ کی کتابت کرتے ہوئے بارہ ہزار ۱۲۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتفاق رائے سے اس رسم کو صحیح اور درست قرار دیا (۲)۔ مصر کے شیخ القراء محمد بن علی حداد نے اپنے رسالہ ”النصوص الجلیلة“ میں رسمِ عثمانی کے اتباع کو بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت بھی قابلِ اتباع ہے اور اس کی پیروی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ دلیل مذکور کی بنیاد پر چونکہ رسمِ عثمانی صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع علیہ ہے، لہذا اس کی اتباع اور اقتداء کا حکم تمام دیگر نظریات کے مقابلہ میں راجح ہے۔ علامہ ابوطاہر السندی رسمِ عثمانی پر لوگوں کے تعامل کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

☆ لیکچرر علوم اسلامیہ، ورجوکل یونیورسٹی آف پاکستان۔ samiullahfraz@hotmail.com

”.....وتقلدت الأمة رسمها، واشتهرت كتابتها بالرسم العثماني، وأجمع الصحابة رضی اللہ عنہم علی ذلك الرسم ولم ينكر أحد منهم شيئاً منه وإجماع الصحابة واجب الإتيان۔ ثم استمر الأمر علی ذلك، والعمل علیہ فی عصور التابعین والأئمة المجتهدین، ولم ير أحد منهم مخالفة وفي ذلك نصوص كثيرة لعلماء الأئمة“۔ (۴)

یعنی امت نے اسی رسم کی تقلید کی ہے اور اسی میں مصحف کی کتابت کا عام رواج ہوا۔ صحابہ کرام ﷺ کا اس رسم پر اجماع ہوا اور ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اور صحابہ کرام ﷺ کا اجماع واجب الاتباع ہے۔ پھر یہی طریقہ رائج رہا اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ادوار میں اسی پر عمل رہا اور کسی نے اس معاملہ میں اختلاف کا خیال بھی نہیں کیا۔ اس پر علمائے امت کے بہت سے اقوال موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زیر نگرانی ہونیوالی کتابت ہی صحابہ کرام ﷺ کے لیے قابل عمل تھی۔ انہی خصوصیات رسم کے ساتھ عہد صدیقی اور پھر عہد عثمانی میں مصاحف تیار کروائے گئے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور میں لوگوں کے لیے کتابت مصحف کا معیار رسم عثمانی تھا اور اکثر صحابہ ﷺ تابعین اور تبع تابعین نے ہمیشہ رسم عثمانی کی موافقت کو ہی معیار سمجھا۔ ابن قتیبة لکھتے ہیں:

”ولو لا اعتياد الناس لذلك في هذه الأحرف الثلاثة (الصلوة، الزكوة، والحيوة) وما في مخالفة جماعتهم لكان أحب الأشياء إلى أن يكتب هذا كله بالألف“۔ (۵)

یعنی اگر ان تین کلمات صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حیوٰۃ کا واؤ کے ساتھ املا لوگوں میں رائج نہ ہوتا اور ان کے اتفاق کی خلاف ورزی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ان کلمات کو الف سے لکھنا زیادہ پسند کرتا۔

ایک عرصہ تک اسی طرح معاملہ چلتا رہا یہاں تک کہ علمائے لغت نے فن رسم کے لیے ضوابط کی بنیاد رکھی اور قیاسات نحویہ و صرفیہ اس غرض سے وضع کر دیے گئے تاکہ نظام کتابت اور تعلیمی سلسلہ میں کسی غلطی یا شبہ کا احتمال باقی نہ رہے۔ قواعد ہجا، قواعد املا، علم الخط القیاسی والاصطلاحی، یہ وہ سب نام تھے جو ان قواعد کے لیے وضع کیے گئے۔ لوگوں نے عام لکھنے میں کلمات کے پرانے ہجا کو رفتہ رفتہ ترک کر دیا، لیکن مصاحف میں موجود الفاظ اپنی اسی ہیئت و صورت میں رہے جس میں انہیں عہد عثمانی ﷺ میں لکھا گیا تھا۔

مذہب اربعہ کا موقف

مذہب اربعہ کے تمام فقہانے مصحف کی کتابت اور طباعت میں رسم عثمانی کے التزام کی ضرورت پر زور دیا ہے اور اس کی مخالفت کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اس پر علماء کا اجماع منقول ہے کہ رسم عثمانی کی مخالفت جائز نہیں: ”ولا مخالف له في ذلك من علماء الأئمة“ (۶)۔ علامہ الحداد کے بقول علماء کا ہمیشہ رسم عثمانی پر اجماع رہا ہے اور اس کی مخالفت کو اجماع سے روگردانی تصور کیا ہے:

”وما دام قد انعقد الإجماع علی تلك الرسوم فلا يجوز العدول عنها الی غیرها، إذ لا

يجوز حرق الإجماع بوجه“۔ (۷)

علامہ جہرئی نے ’روضۃ الطرائف فی رسم المصاحف فی شرح العقیلة‘ میں ائمہ اربعہ کا یہی موقف نقل کیا ہے۔ (۸)

مکاتب اربعہ کے فتاویٰ کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ امام مالکؒ کا مسلک: وقت کے گزرنے کے ساتھ کتابت مصحف میں جب رسم عثمانی سے مختلف کلمات کا دخول شروع ہوا تو امام مالکؒ (۹۵ھ-۱۷۹ھ) سے اس ضمن میں استفتا کیا گیا جس کو علامہ دانیؒ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

”.....فقیل له: أريت من استكتب مصحفاً اليوم أتری أن یکتب علی ما أحدث الناس من الهجاء اليوم؟ فقال: لا أری ذلك، ولكن یکتب علی الکتبة الاولى“۔ (۹)

یعنی امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص لوگوں میں مروج ہجاء پر مصحف کی کتابت کر سکتا ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نہیں، بلکہ اسے پہلے طریقے پر ہی لکھنا چاہیے۔ امام مالکؒ کے اس قول کے متصل بعد علامہ دانیؒ نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ کے اس قول سے کسی نے اختلاف نہیں کیا: ”ولا مخالف له فی ذلك من علماء الامة“۔ امام سخاویؒ نے امام مالکؒ کے قول پر ”والذی ذهب الیه مالک هو الحق“ کے الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ (۱۰)

۲۔ رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۳ھ-۲۴۱ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں:

”تحرم مخالفة مصحف الإمام فی واوٍ أو یاءٍ أو ألفٍ أو غیر ذلك“۔ (۱۱)

ڈاکٹر عبدالوہاب حمودہ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”فإذا عرفنا أن الإمام مالکاً ولد سنة ۹۳ هـ وتوفي سنة ۱۷۹ هـ علی الصحيح، وأن الإمام أحمد ولد سنة ۱۶۴ هـ وتوفي سنة ۲۴۱ هـ فهمنا أن الأمة فی القرنين قد أدركت مخالفة الرسم العثماني لقواعد کتاباتهم، ورجعوا فی کتابة المصاحف علی القواعد الكتابية، فاستفتوا الإمام مالکاً فلم یفتهم بجواز ذلك، وما علينا إلا اتباعهم والإقتداء بهم“۔ (۱۲)

یعنی ہم جانتے ہیں کہ امام مالکؒ ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وفات ہوئی اور امام احمدؒ ۱۶۳ھ میں پیدا جبکہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں ہی لوگوں نے قواعد کتابت میں رسم عثمانی کی مخالفت شروع کر کے عام قواعد کتابت پر مصاحف کی کتابت کی طرف رغبت کی۔ جب امام مالکؒ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے عام قواعد کتابت کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اب ہمارے اوپر ان کا اتباع اور ان کے قول کی پیروی لازم ہے۔

۳۔ شافعی فقہا کا مسلک یہ ہے:

”وجاء فی حواشی المنهج فی فقه الشافعية مانصه: كلمة الربا تکتب بالواو

والألف كما جاء في الرسم العثماني، ولا تكتب في القرآن بالياء أو الألف لأن

رسمه سنة متبعة“۔ (۱۳)

یعنی ’رہوا‘ کا لفظ اسی طرح واؤ اور الف سے لکھنا چاہیے جیسے رسم عثمانی میں لکھا جاتا ہے۔ اس کو یا، یا الف سے نہیں لکھنا چاہیے کیونکہ رسم عثمانی کی پیروی ہمیشہ سے کی جا رہی ہے۔

۴۔ احناف کی رائے یہ ہے:

”وجاء في المحيط البرهاني في فقه الحنفية مانصه: إنه ينبغي ألا يكتب

المصحف بغير الرسم العثماني“۔ (۱۴)

یعنی رسم عثمانی سے ہٹ کر مصحف کی کتابت درست نہیں۔

مذکورہ بالا اقوال اس بات کے شاہد ہیں کہ مسالک اربعہ کے تمام فقہاء رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں متفقہ موقف رکھتے ہیں۔

التزام رسم پرسلف کے اقوال

علامہ عبدالواحد بن عاشر الاندلسی اپنی تصنیف ”تنبيه الخلان على الأعلان بتكميل مورد الظمان“ کا آغاز

درج ذیل خطبہ سے فرماتے ہیں:

”الحمد لله الذي رسم الآيات القرآنية على نحو ما في المصاحف

العثمانية، الواجب اتباعها في رسم كل قراءة متواترة عن خير البرية“۔ (۱۵)

قول باری تعالیٰ ﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ﴾ کی تفسیر میں علامہ زحشری لکھتے ہیں:

”وقعت اللام في المصحف مفصولة عن هذا خارجة عن أوضاع الخط العربي

وخط المصحف سنة لا تغير“۔ (۱۶)

یعنی مصحف میں حرف لام (ل) کلمہ ’ہذا‘ سے علیحدہ لکھا گیا ہے جو عام رسم الخط کے خلاف ہے، لیکن مصحف کے رسم الخط کو تبدیل کیا جاسکتا۔ علامہ سیوطی نے امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کا ”شعب الایمان“ میں وارد قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

”من كتب مصحفاً فينبغي أن يحافظ على الهجاء الذي كتبوا به هذه المصاحف،

ولا يخالفهم فيه ولا يغير مما كتبوا شيئاً، فإنهم كانوا أكثر علماء، وأصدق قلباً

ولساناً، وأعظم أمانة منّا فلا ينبغي أن نظن بأنفسنا استدراكاً عليهم“۔ (۱۸)

یعنی جو شخص بھی مصحف لکھے تو اسے چاہیے کہ وہ سلف صحابہ ﷺ و تابعین کے ہجاء کا لحاظ رکھے، ان کی مخالفت نہ کرے، کسی

چیز کو ان کی کتابت کے ساتھ تبدیل نہ کرے، کیونکہ وہ علم، قلب و لسان کی سچائی اور ایمان داری میں ہم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔

محمد غوث الدین ارکائی نے رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں مثلاً علی القاری کا حسب ذیل قول نقل کیا ہے:

”والذي ذهب اليه مالك هو الحق، إذ فيه بقاء الحالة الأولى، إلى أن تعلمها

الطبقة الأخرى بعد الأخرى، ولا شك أن هذا هو الأخرى، إذ في خلاف ذلك تجهيل الناس بأولية ما في الطبقة الأولى“۔ (۱۹)

علامہ نظام الدین نیشاپوری الترام رسم کے بارے میں فرماتے ہیں:

”إن الواجب على القراء والعلماء وأهل الكتاب أن يتبعوا هذا الرسم في خط المصحف، فإنه رسم زيد بن ثابت، وكان أمين رسول الله ﷺ و كاتب وحيه، وعلم من هذا العلم، بدعوة النبي ﷺ ما لم يعلم غيره، فما كتب شيئاً من ذلك إلا لعلة لطيفة وحكمة بليغة“۔ (۲۰)

یعنی مصحف لکھنے کے لیے قرآن اور علماء پر اس رسم کا اتباع لازم ہے کیونکہ یہی وہ رسم ہے جس کو امین رسول اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہر کسی کی نسبت اس سے مکمل طور پر واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے جو بھی لکھا، وہ کسی لطیف علت اور بلیغ حکمت کی بنیاد پر ہی لکھا ہے۔

علامہ ابوطاہر السندی نے رسم عثمانی کے التزام کی چار وجوہ بیان فرمائی ہیں:

”الراجع من ذلك قول الجمهور، وذلك لوجوه: ۱۔ إن هذا الرسم الذي كتب به الصحابة القرآن الكريم حظي بإقرار الرسول ﷺ، واتباع الرسول ﷺ واجب على الأمة۔ ۲۔ أجمع عليه الصحابة ولم يخالفه أحد منهم، وكان هذا الانجاز الكبير الأمة لقوله ﷺ: (عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى)۔ ۳۔ أجمعت عليه الأمة منذ عصور التابعين، وإجماع الأمة حجة شرعية، وهو واجب الاتباع لأنه سبيل المؤمنين، قال تعالى: ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾۔ ۴۔ للرسم العثماني فوائد مهمة، ومزايا كثيرة، خاصة أنه يحوى على القراءات المختلفة، والأحرف المنزلة، ففي مخالفته تضييع لتلك الفوائد وإهمال لها“۔ (۲۱)

یعنی جمہور کا مذہب التزام راجح ہے اور اس کی حسب ذیل وجوہ ہیں:

اولاً، رسول اللہ ﷺ کی تقریر کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی رسم میں قرآن مجید کی کتابت کی اور رسول اللہ ﷺ کا اتباع امت پر واجب ہے۔ ثانیاً، اسی رسم پر عہد خلفا میں جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہوا، کسی ایک صحابی سے بھی اس کی مخالفت منقول نہیں۔ چنانچہ خلفائے راشدین کا اتباع بھی امت پر واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”تم پر میری اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے“۔ ثالثاً، زمانہ تابعین سے امت کا اسی رسم پر اجماع ہے۔ امت کا اجماع حجت شرعی اور مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور مؤمنین کے راستے سے ہٹ کر چلا تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے، اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ رابعاً، رسم عثمانی کے بہت سے فوائد ہیں، خصوصاً یہ کہ اس میں مختلف قراءات اور

منزل من اللّٰد حروف شامل ہو سکتے ہیں۔ اس رسم کی مخالفت سے یہ تمام فوائد متروک ہو جاتے ہیں۔

التزام رسم عثمانی کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ کر دی لکھتے ہیں:

”فخلاصة ما تقدم أن الواجب علينا اتباع رسما المصحف العثماني و تقليد أئمة القراءات خصوصاً علماء الرسم منهم ، والرجوع إلى دواوينهم العظام كالمقنع لأبي عمرو الداني والعقيلة للشاطبي ، فإن أئمة القراءات المتقدمين قد حصروا مرسوم القرآن الكريم كلمة كلمة على هيئة ما كتبه الصحابة في المصاحف العثمانية، ونقلوا ذلك بالسند المتصل عن الثقات العدول الذين شاهدوا تلك المصاحف“۔ (۲۲)

یعنی رسم مصحف عثمانی کے ساتھ ساتھ ائمہ قراءات خصوصاً علمائے رسم کا اتباع ہم پر واجب ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس معاملہ میں ہم ان کی عظیم تصانیف کی طرف رجوع کریں جیسے علامہ دائی کی المقنع اور علامہ شاطبی کی تصنیف العقیلہ وغیرہ۔ بے شک متقدمین ائمہ قراءات نے قرآنی کلمات میں سے ایک ایک کلمہ کا رسم اور اس کے احکام بیان کیے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام ﷺ نے مصاحف عثمانیہ میں ان کلمات کو کتابت فرمایا۔ مزید برآں قرآن نے ثقہ و عادل اور مصاحف عثمانیہ کے یعنی شاہدین سے سند متصل کے ساتھ اس رسم کو نقل فرمایا۔

فقہاء اور مفسرین کے علاوہ اہل لغت نے بھی ہمیشہ رسم عثمانی کے التزام کو اختیار کیا ہے اور اسی کا حکم دیا ہے۔ ڈاکٹر لیب السعید نے ”دارالکتب والوثائق القومیہ قاہرہ“ میں موجود علامہ ابوالبقاء العکبرمی کے مخطوط ”اللباب فی علل البناء والإعراب“ کے ورق: ۳۰ سے ان کا ایک اقتباس نقل کیا ہے کہ اہل لغت کی ایک جماعت بھی یہی سمجھتی ہے کہ کلمہ کی کتابت اُس کے تلفظ کے مطابق ہونی چاہیے لیکن قرآنی رسم اس سے مستثنیٰ ہے:

”ذهب جماعة من أهل اللغة إلى كتابة الكلمة على لفظها إلا في خط المصحف ، فإنهم اتبعوا في ذلك، ما وجدوه في الإمام ـ والعمل على الأول“۔ (۲۳)

رسم عثمانی کے التزام کے بارے میں محقق مناع القطان کی رائے حسب ذیل ہے:

”والذي أراه أن الرأي الثاني هو الرأي الراجح، وأنه يجب كتابة القرآن بالرسم العثماني المعهود في المصحف..... ولو أبيحت كتابته بالاصطلاح الأملائي لكل عصر لأدى هذا إلى تغيير خط المصحف من عصر لآخر، بل إن قواعد الإملاء نفسها تختلف فيها وجهات النظر في العصر الواحد، وتتفاوت في بعض الكلمات من بلد آخر“۔ (۲۴)

یعنی میرے خیال میں التزام رسم عثمانی کی رائے راجح ہے اور اب قرآن مجید میں رسم عثمانی کے مطابق کتابت ہونی چاہیے۔ اگر مرید املائی کتابت کے ساتھ قرآن مجید لکھنے کی اجازت دے دی جائے تو ہر زمانہ میں قرآن مجید کا رسم دوسرے زمانہ سے مختلف ہوگا، بلکہ قواعد املائی خود ایک ہی زمانہ میں مختلف جہات سے متغیر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک شہر کے

مصاحف کے کلمات دوسرے شہر کے مصاحف سے مختلف ہوں گے۔
 مذکورہ اقوال کے علاوہ یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ جس طرح دیگر اسلامی علوم اور ورثہ کی حفاظت مسلم معاشرہ پر
 ضروری ہے، اسی طرح قرآن مجید سے منسوب ایک رسم اور طرزِ کتابت کی حفظ و صیانت بطریقِ اولیٰ لازمی امر ہوگا۔ (۲۵)

دوِ جدید کے علما کے فتاویٰ جات

مصری تحقیقی جریدے ”المنار“ نے ۱۹۰۹ء میں محمد رشید رضا کا فتویٰ شائع کیا جس میں ملا صادق الایمان نقولی القزوانی
 نے، جو کہ روسی ممالک میں طباعتِ مصاحف کے سلسلہ میں رسمِ مصاحف کی کمیٹی کے تفتیشی سربراہ تھے، حسبِ ذیل استفتاء کیا:

”هل يجب اتباع الرسم العثماني في كتابة المصحف؟ أم هل تجوز مخالفتة
 للضرورة التي من أمثلها: كلمة (ء ائن) في الآية ۳۶ من سورة النمل، حيث
 كُتبت في المصحف العثماني بغير ياء بعد النون. و كلمات:
 (الأعلام) و (الأحلام) و (الأقلام) و (الأزلام) و (الأولاد)، حيث كُتبت أيضاً في
 بعض المصاحف بحذف (الألف) بعد اللام؟“۔ (۲۶)

یعنی کیا مصحف کی کتابت کے دوران رسمِ عثمانی کی اتباع واجب ہے؟ کیا کسی ضرورت کے تحت اس کی مخالف جائز
 ہے؟ مثلاً: کلمہ (ء ائن) مصحفِ عثمانی میں نون کے بعد بغیر یاء کے لکھا ہے۔ اسی طرح دیگر کلمات مثلاً: (الأعلام)
 و (الأحلام) و (الأقلام) و (الأزلام) و (الأولاد) وغیرہ بعض مصاحف میں الف کے بعد لام کے حذف کے
 ساتھ مرسوم ہیں۔

اس کے علاوہ سائل نے محولہ بالا الفاظ قرآنی میں الف کے بارے میں یہ وضاحت پیش کی کہ روسی شہر پیٹرز برگ
 (پتربورج) کے ”مکتبہ امراطوریہ“ میں محفوظ مصحفِ عثمانی میں ان تمام الفاظ (الأعلام)، (الأحلام)، (الأقلام)،
 (الأزلام) اور (الأولاد) میں الف محذوف ہیں۔ (۲۷)

رسمِ مصحف کے متعلق صفر ۱۳۶۸ھ کے مجلہ الاذہر ۱۹۳۷ء میں صادر ہونے والے مصری فتویٰ میں حسبِ ذیل
 الفاظ بھی تھے:

”أن المصاحف وخاصة في العصر الحديث مضبوطة بالشكل التام، ومذيلة
 ببيانات إرشادية تيسر للناس إلى حد ما قراءة الكلمات المخالفة في
 رسمها للإملاء العادي، ثم إن رسم المصحف العثماني لا يخالف قواعد
 الإملاء المعروفة إلا في كلمات لا يصعب على أحد إذا لقنها أن ينطق بها
 صحيحة“۔ (۲۸)

یعنی دورِ حاضر میں خصوصاً تمام مصاحف حرکات و اعراب کے لحاظ سے مکمل ہیں اور عام املا سے مخالف کلمات قرآنیہ
 کے بارے میں لوگوں کی آسانی کے لیے ممکنہ وضاحتی بیانات سے پُر ہیں۔ مزید برآں مصحفِ عثمانی کا رسم سوائے چند کلمات
 کے عام قواعد املا کے موافق ہے، تو ان چند کلمات کا کسی سے سیکھ کر ادا کرنا کچھ مشکل نہیں۔

علامہ محمد بن حبیب اللہ الشافعیؒ لکھتے ہیں:

”والذی اجتمعت علیہ الأئمة: أن من لا يعرف الرسم المأثور يجب علیہ أن لا یقرأ فی المصحف، حتی یتعلم القراءة علی وجهها، ویتعلم مرسوم المصاحف“۔ (۲۹)

یعنی اس بات پر علمائے امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص قدیم رسم قرآنی سے واقفیت نہ رکھتا ہو، وہ مصحف سے دیکھ کر تلاوت نہ کرے یہاں تک کہ وہ قراءت کے ساتھ ساتھ مصاحف کے رسم کے بارے میں بھی تعلیم حاصل کرے۔

حافظ احمد یازجامعۃ الازہر کی مجلس فتویٰ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”الازہر کی مجلس فتویٰ کی طرف سے ۱۳۵۵ھ میں (بذریعہ مجلۃ الازہر) یہ فتویٰ جاری ہوا تھا کہ رسم عثمانی کی پابندی کے بغیر قرآن کریم کی طباعت ناجائز ہے۔ اس کے بعد سے طباعت مصاحف میں اس التزام کے بارے میں ایک تحریک سی پیدا ہو گئی ہے“۔ (۳۰)

مفتی ہند مولانا محمد غنیؒ (معدنی) نے ایک استفتا کا جواب حسب ذیل الفاظ سے ارشاد فرمایا:

”فإن الكتابة بخلاف المصاحف العثمانية بدعة مذمومة وفعل شنيع باتفاق الأئمة“۔ (۳۱)

یعنی مصاحف عثمانیہ کے خلاف (مصاحف کی) کتابت، باتفاق اُمت قابلِ مذمت بدعت اور برا کام ہے۔

الغرض علمائے سلف کی طرح دو درجید کے جید علماء و محققین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ دو درجہ حاضر میں مصاحف کی کتابت و طباعت کے دوران رسم عثمانی کا اتباع ہی لازمی و ضروری ہے۔

رسم عثمانی کے عدم التزام کا موقف

عربی زبان سمیت دنیا کی ہر زبان ارتقا کا سفر جاری رکھتے ہوئے اپنے اندر کئی تبدیلیوں کی متحمل رہتی ہے اور اس کا رسم الخط بھی جدت کا متقاضی رہتا ہے۔ مرویر زمان کے ساتھ زبانوں اور ان کے رسم الخط کی تبدیلی کا لوگوں کے مزاج و فہم پر اثر انداز ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اس پہلو کے پیش نظر بعض اہل علم نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ مصاحف کی طباعت و کتابت میں رسم عثمانی کی پابندی کو ترک کرتے ہوئے بعد کے ادوار میں منضبط ہونے والے عربی قواعد املا پر عملدرآمد ہونا چاہیے، کیونکہ کیونکہ قرآن کی تلاوت میں لوگوں کی آسانی کے لیے قدیم رسم قرآنی میں تبدیلی لازم ہے۔

علمائے سلف میں سب سے پہلے سلطان العلماء العز بن عبد السلامؒ (م ۶۶۰ھ) نے اسی بنیاد پر رسم عثمانی سے اجتناب کی تلقین کی (۳۲)۔ علامہ العز بن عبد السلامؒ کے اس موقف کو علامہ قسطلانیؒ (۳۳) اور علامہ الدمیاطیؒ (۳۴) کے علاوہ علامہ زکریٰ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

”قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام: لا تجوز كتابة المصحف الآن علی

الرسوم الأولى باصطلاح الأئمة لئلا یوقع فی تغییر الجہال“۔ (۳۵)

یعنی اب قرآن مجید کی کتابت ائمہ رسم کے اختیار کردہ رسم الخط پر جائز نہیں کیونکہ اس سے جاہل لوگوں کے سنگین

غلطی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ واضح رہے کہ علامہ عز الدین بن عبدالسلام امت کے معاملہ میں تیسیر و سہولت کے قائل تھے۔ جیسا کہ علامہ غانم نے اس کا ذکر کیا ہے:

”ولیس غریبا علی الإمام العز مثل هذا الرأي الذي تفرد به فهو صاحب نظرية المصالح، فالشريعة ”كلها مصالح، إما تدرا مفاسد أو تجلب مصالح“، وقد أداه اجتهاده أن في مذهبه مصلحة وتيسيراً على الأمة“۔ (۳۶)

یعنی امام عز الدین بن عبدالسلام کی یہ منفرد رائے باعث تعجب نہیں کیونکہ وہ نظریہ مصالح کے علمبردار ہیں جس کی رو سے شریعت تمام کی تمام مصالح پر مبنی ہے، خواہ وہ مفاسد کو دور کرنے کا معاملہ ہو یا کسی مصلحت کے حصول کا۔ انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق مصلحت اور امت پر آسانی کے پیش نظر اجتہادی موقف اختیار کیا ہے۔ تاہم علما میں کوئی قابل ذکر نام ایسا نہیں جس نے اس رائے سے اتفاق کیا ہو۔ چنانچہ رسم عثمانی سے پرہیز اور اس کے عدم التزام کا نظریہ صرف علامہ عز الدین بن عبدالسلام کے ایک قول کے سہارے پر کھڑا ہے جو کہ علماء امت کے اجماع کے مقابلے میں متروک العمل ٹھہرتا ہے۔

مذکورہ زاویہ نگاہ کے حامل بعض افراد نے قدرے اعتدال کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسم عثمانی کی خلاف ورزی کو ’ضروری‘ کے بجائے صرف ’جائز‘ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے قاضی ابوبکر البلقانی نے مستعمل طریقہ الملائم مصاحف کی کتابت کے جواز کا فتویٰ دیا۔ ان کے نزدیک کسی دلیل قطعی سے امت کے لیے کوئی متعین رسم الخط مخصوص و مشروع نہیں کیا گیا۔ علامہ زرقانی نے الانتصار کے حوالے سے قاضی ابوبکر البلقانی کا درج ذیل قول نقل کیا ہے:

”وأما الكتابة فلم يفرض الله على الأمة فيها شيئاً، إذ لم يأخذ على كتاب القرآن وخطاط المصاحف رسماً بعينه دون غيره أو جبه عليهم وترك ما عداه..... وكان الناس قد أجازوا ذلك وأجازوا أن يكتب كل واحد منهم بما هو عادته، وما هو أسهل وأشهر وأولى، من غير تائيم ولا تناسك، علم أنه لم يؤخذ في ذلك على الناس حدٌ مخصوص كما أخذ عليهم في القراءة والأذان۔ والسبب في ذلك أن الخطوط إنما هي علامات ورسوم تجرى مجرى الإشارات والعقود والرموز، فكل رسم دالٌّ على الكلمة مفيدٌ لوجه قراءتها تحب صحته وتصويب الكاتب به على أي صورة كانت۔ وبالجمله فكل من ادعى أنه يجب على الناس رسم مخصوص وجب عليه أن يقيم لحجة دعواه۔ واني له ذلك“۔ (۳۷)

علامہ زرقانی، مذکورہ رائے پر مناقشہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذکورہ رائے کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں۔ مثلاً علامہ بلقانی کی رائے کے مقابلے میں سنت اور اجماع صحابہ ﷺ کے علاوہ جمہور علما کے اقوال موجود ہیں۔ قاضی ابوبکر کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب وحی کو اسی رسم الخط کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت ﷺ نے جمع ابی بکر ﷺ اور پھر جمع عثمانی میں اسی رسم کے موافق قرآن کی کتابت کی جس کو وہ عہد نبوی میں استعمال کرتے تھے۔ مزید برآں اس رائے کے خلاف اجماع صحابہ ﷺ کا انعقاد ہو چکا ہے اور اجماع صحابہ ﷺ کے خلاف کسی بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ (۳۸)

عبدالعزیز دباغؒ نے قاضی ابوبکرؒ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے:

”قاضی ابوبکر کا یہ کہنا کہ رسم الخط کے اتباع کا وجوب نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے، نہ کلام رسول سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے، (لہذا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے لکھے)، صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: جو کچھ بھی تم کو رسول ﷺ دیں، وہ لو اور جس سے منع فرمائیں، اس سے باز آؤ۔ اور یہ واضح ہو چکا کہ رسم الخط توقیفی ہے، صحابہ ﷺ کا وضع کردہ نہیں (لہذا رسول ﷺ کا دیا ہوا ہے اور اس کا لینا واجب ہے)۔ اور اگر یہ شبہ کرو کہ حضرتؒ نے اس طریق پر کتابت قرآن کا حکم نہیں فرمایا، تو آپ کے زمانہ میں صحابہ ﷺ کا اس طریق پر لکھنا اور حضرتؒ کا اس کو قائم و برقرار رکھنا ہی [سنت تفریری کے ذریعے] حکم کے درجہ میں ہے۔“ (۳۹)

جامعۃ الازہر کی مجلس فتویٰ نے بھی علامہ ابوبکر الباقلائیؒ کی رائے کو ضعیف قرار دیتے ہوئے کتابت مصحف میں رسم عثمانی کے التزام کا حکم دیا ہے:

”أما ما يراه أبو بكر الباقلائي من أن الرسم العثماني لا يلزم أن يتبع في كتابة المصحف فهو رأي ضعيف۔ لأن الأئمة في جميع العصور المختلفة درجوا على التزامه في كتابة المصحف، ولأن سدّ ذرائع الفساد مهما كانت بعيدة أصل من أصول الشريعة الإسلامية التي تبني الأحكام عليها وما كان موقف الأئمة من الرسم العثماني إلا بدافع هذا الأصل العظيم مبالغة في حفظ القرآن وصونه“۔ (۴۰)

یعنی ابوبکر الباقلائیؒ کی کتابت مصحف میں رسم عثمانی کا اتباع لازم نہ ہونے کی رائے ضعیف ہے کیونکہ تمام ادوار میں علمائے امت نے کتابت مصحف کے لیے رسم عثمانی کے التزام کو ہی ترجیح دی ہے۔ مکذ فساد کے اسباب کا تدارک ہی شریعت کا اصل الاصول ہے، جس پر احکام کا مدار ہے۔ رسم عثمانی کے بعینہ التزام کے بارے میں ائمہ کا موقف بھی قرآن کی حفظ و صیانت کے اسی مقصد عظیم کے لیے ہے۔

قاضی ابوبکر الباقلائیؒ کے علاوہ علامہ ابن خلدون نے بھی رسم عثمانی کی مخالفت کو جائز قرار دیا ہے۔ مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

”ولا تلتفتن في ذلك إلى ما يزعمه بعض المغفلين من أنهم كانوا محكمين لصناعة الخط، وأن ما يُتخيل من مخالفة خطوطهم لأصول الرسم ليس كما يُتخيل، بل لكلها وجه..... الخ“۔ (۴۱)

لیکن علمائے رسم نے علامہ ابن خلدون کی رائے سے بھی اتفاق نہیں کیا۔ علامہ المارثیؒ لکھتے ہیں:

”لا يجوز لأحد أن يطعن في شيء مما رسمه الصحابة في المصاحف، لأنه طعن في مجمع عليه، ولأن الطعن في الكتابة كالطعن في التلاوة وقد بلغ التهور ببعض المؤرخين إلى أن قال في مرسوم الصحابة ما لا يليق بعظيم علمهم الراسخ و شريف مقامهم الباذخ فيأبأ أن تغتر به“۔ (۴۲)

قاضی ابوبکر الباقلائیؒ اور علامہ ابن خلدون کے اقوال کی بنیاد پر بعض علما کا موقف ہے کہ خواص اور اہل علم کے لیے تو اس کا التزام ضروری ہے لیکن عوام کے لیے رسم عثمانی کی بجائے مروّجہ رسم میں مصاحف کی کتابت و طباعت جائز ہے۔ (۴۳) علامہ ابوطاہر السندیؒ اس نظریہ کے قائلین کا موقف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وذهب بعض المتأخرين وبعض المعاصرين الى وجوب كتابة المصاحف للامة بالقواعد الإملائية، ولكن تجب المحافظة عندهم على الرسم العثماني القديم كأثر من الآثار الإسلامية النفيسة الموروثة عن السلف الصالح، فمن ثم تكتب مصاحف لخواص الناس بالرسم العثماني“۔ (۴۴)

یعنی بعض متاخرین اور دور حاضر کے محققین نے املا کے عام قواعد کے تحت مصاحف کی کتابت کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن ان کے نزدیک قدیم رسم عثمانی کی حفاظت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ ماثرا اور پرانے اسلامی آثار میں سے سلف صالح کی ایک نفیس علامت ہے۔ چنانچہ خاص لوگوں کے لیے رسم عثمانی کے مطابق ہی مصاحف لکھے جائیں۔ علامہ عبدالعظیم الزرقانیؒ اس رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”وهذا الرأي يقوم على رعاية الاحتياط للقرآن من ناحيتين:

۱۔ ناحية كتابته في كل عصر بالرسم المعروف فيه إبعاد للناس عن اللبس والخلط في القرآن۔

۲۔ ناحية إبقاء رسمه الأول المأثور، يقرؤه العارفون به ومن لا يخشى عليهم الإلتباس“۔ (۴۵)

غالباً اسی نظریہ سے متاثر ہونے اور اسی رفع التباس کی بنا پر ہی اہل مشرق (ایشیائی ممالک) میں رسم عثمانی کی عملاً خلاف ورزی کا رواج ہو گیا ہے، جبکہ اہل مغرب (افریقہ) میں رسم عثمانی کا التزام تا حال موجود ہے کیونکہ وہ مسلک مالکی کے پیروکار ہیں اور اس بارے میں امام مالک کا واضح قول ثابت ہے اور افریقہ اور مغرب میں زیادہ تر فقہ مالکی کا اتباع کیا جاتا ہے۔ (۴۶)

اہل مشرق (خصوصاً برصغیر پاک و ہند) میں کتابت مصاحف کے حوالے سے رسم عثمانی کی خلاف ورزی کی مثالیں زیادہ ملتی ہیں جس کی بڑی وجہ نقل صحیح کا التزام کرنے کے بجائے حافظہ و قیاس سے کام لینا ہے۔ پیشہ ورانہ غلطی بھی اس کا باعث بنتی ہے جس کا بڑا سبب کاتبین کی رسم عثمانی سے ناواقفیت اور کتابت کی ماہرانہ نگرانی اور پڑتال کا فقدان ہے۔ مصاحف کی تصحیح کرنے والے حضرات بھی رسم کی اغلاط سے یا تو خود بے خبر ہوتے ہیں یا رسم کے بجائے حرکات کی اغلاط پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ نظری حد تک لوگ ہمیشہ رسم عثمانی کے التزام کے قائل رہے ہیں، بلکہ محتاط کاتب نقل صحیح کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ منقول عنہ نسخہ میں ہی اغلاط موجود ہوں۔ (۴۷)

دور حاضر میں رسم عثمانی کے بجائے رسم املائی میں کتابت مصاحف کے جواز کی سب سے بڑی وجہ عوامی سہولت بیان کی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں نے دور حاضر میں عوام کی سہولت کی خاطر جدید رسم املائی کے مطابق مصاحف کی کتابت و طباعت کو ضروری قرار دیا ہے، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ التباس و اشتباہ عوام کے بجائے پڑھے لکھے طبقہ کے مسائل میں سے

ہے کیونکہ عوام کے لیے کسی استاد سے زبانی طور پر قرآن سیکھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر عام آدمی رسم املائی کو بھی غلط طریقہ پر یاد کر سکتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ احمد یار لکھتے ہیں:

”عوام کے بجائے عرب ممالک کے خواندہ لوگوں کے لیے رسم الخط کی شہیت (روزمرہ میں رسم قیاسی اور تلاوت میں رسم عثمانی سے واسطہ پڑنا) التباس اور صعوبت کا باعث بنتی ہے۔ ورنہ دنیا میں لاکھوں (بلکہ شاید) کروڑوں ایسے مسلمان ہیں جو اسی رسم عثمانی کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف سے اپنے علاقے میں رائج علامات ضبط کی بنا پر ہمیشہ درست تلاوت کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں ”عوام“ کا نام تو محض ایک نعرہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، ورنہ ضرورت تو پڑھے لکھے عربی دانوں کو رسم قرآن سے شناسا کرنے کی ہے۔ رسم قرآنی کو ترک کر دینا اس کا کوئی علاج نہیں بلکہ اس کے مفسد بہت زیادہ ہیں جبکہ رسم عثمانی کے التزام میں متعدد علمی اور ذہنی فوائد کا امکان غالب ہے“۔ (۴۸)

لہذا مناسب یہ ہے کہ عوام الناس کو رسم عثمانی اور اس کے رموز و فوائد اور خصوصیات سے روشناس کرایا جائے اور سرکاری سرپرستی میں اس کے التزام کے لیے مناسب انتظامات کیے جائیں۔ (۴۹)

رسم عثمانی کے متعلق مذکورہ دونوں نظریہ ہائے عدم التزام کا رد کرتے ہوئے علامہ السندی لکھتے ہیں:

”أما ما ذهب إليه أصحاب المذهبين الآخرين ، فيمكن الرد عليهم:

۱۔ فيهما مخالفة لإجماع الصحابة والتابعين وأهل القرون المفضلة۔
 ۲۔ القواعد الإملائية العصرية عرضة للتغيير والتبديل في كل عصر، وفي كل جيل، فلو أخضعنا رسم القرآن الكريم لتلك القواعد لأصبح القرآن عرضة للتحريف فيه۔

۳۔ الرسم العثماني لا يُوقع الناس في الحيرة والالتباس، لأن المصاحف أصبحت منقوطة مشكلة بحيث وُضعت علامات تدل على الحروف الزائدة، أو الملحقة بدل المحذوفة، فلا مخافة على وقوع الناس في الحيرة والالتباس“۔ (۵۰)

یعنی مؤخر الذکر دونوں مذاہب اس لیے ناقابل قبول ہیں کہ اولاً، رسم عثمانی کی مخالفت میں صحابہؓ، تابعین اور قرون مقدّمہ کے اجماع کی مخالفت لازم آتی ہے۔ ثانیاً، جدید قواعد املائیہ ہر زمانہ اور ہر نسل میں تغیر و تبدل کا شکار رہے ہیں۔ اگر ہم قرآنی رسم کو ان قواعد کے مطابق لکھنے کی اجازت دے دیں تو اس سے قرآن میں تحریف کا باب کھل جائے گا۔ ثالثاً، التباس اور لوگوں کی پریشانی کا باعث رسم عثمانی نہیں کیونکہ اب مصاحف منقوٹ ہیں اور ایسی علامات وضع ہو چکی ہیں جو کہ زائد یا محذوف حروف کے بدلے اضافی حروف پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا اب لوگوں کی پریشانی اور التباس کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔

مفتی محمد شفیعؒ عوام الناس کی اس مشکل کے بارے میں لکھتے ہیں:

”الغرض اول تو یہ مشکلات محض خیالی ہیں۔ ان کو مشکل تسلیم کرنا ہی غلطی ہے اور بالفرض تسلیم بھی کیا جائے تو

ہر مشکل کا ازالہ ضروری نہیں۔ یوں تو نماز روزہ وغیرہ، ارکان اسلام سب ہی کچھ نہ کچھ مشکل اپنے اندر رکھتے ہیں۔“ (۵۱)

رسم عثمانی کے مخالف متجددین

علماء سلف میں سے جن لوگوں نے رسم عثمانی کے التزام اور عدم التزام کے معاملہ میں جمہور علما کی رائے سے اختلاف کیا ہے، انہوں نے اپنا موقف علم و استدلال کے دائرے میں رہتے ہوئے پیش کیا ہے اور رسم عثمانی پر طعن و تشنیع کی روش نہیں اپنائی۔ لیکن بد قسمتی سے بعض متجددین نے رسم عثمانی میں خامیوں کی تلاش شروع کی اور اس کو ناقص قرار دینے کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف بھی ناگفتہ بہ باتیں منسوب کی ہیں۔ (۵۲) ان متجددین میں دو نام سرفہرست ہیں:

مصری متجدد عبدالعزیز فہمی نے ”الحرروف اللاتینیة لکتابة العربیة“ کے نام سے کتاب لکھی جس کو مطبعہ مصر نے ۱۹۴۴ء میں قاہرہ سے شائع کیا۔ مذکورہ کتاب میں مصنف نے رسم مصحف پر کثرت سے اعتراضات کیے ہیں اور رسم مصحف کو ”بدائیة سقیمة قاصرة“ ﴿ص ۲۱﴾ (ابتدائی درجے کا، بیمار اور ناقص) جیسے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ صفحہ ۲۳ پر رسم عثمانی کو غیر معقول قرار دیتے ہوئے ”سرخیف“ (بعید از عقل و کمزور) کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس کے الفاظ ہیں:

”أقرر بأنی لست مکلفًا باحترام رسم القرآن، ولست الغی عقلی لمجرد أن بعض الناس أو کلهم یریدون إلغاء عقولهم، ولا یمیزون بین القرآن العظیم کلام اللہ القدیم و بین رسمه السخیف الذی هو من وضع المؤمنین القاصرین“۔ (۵۳)

یعنی مجھے اعتراف ہے کہ میں رسم قرآنی کے احترام کا مکلف نہیں ہوں، اور اگر بعض یا سب لوگوں نے اپنی عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے تو میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ کلام الہی کے مابین جو قدیم ہے اور اس کے رسم الخط کے مابین فرق نہیں کرتے جسے ناقص اور کوتاہ صلاحیت کے اہل ایمان نے تشکیل دیا ہے۔

مزید برآں عبدالعزیز فہمی نے رسم عثمانی کو نعوذ باللہ ایک بیماری قرار دیا ہے جس نے جدید عربیت کے کُسن کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں:

”إنه سرطان أزمّن، فشوّه منظر العربیة، وغشّی جمالها، ونفّر منها الولی القریب والخاطب الغریب، وإذ أقول (سرطان) فإنی أعنی ما أقول، کالسرطان حسًا ومعنی“۔ (۵۴)

یعنی یہ مزمّن سرطان ہے جس نے عربی زبان کے ظاہری حسن و جمال کو بد شکل بنا دیا ہے اور اس سے دوستوں اور دشمنوں، دونوں کو متنفر کر دیا ہے۔ میں نے اس کے لیے سرطان کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس سے میری مراد سرطان ہی ہے، کیونکہ یہ ظاہری اور معنوی ہر لحاظ سے ایک سرطان ہے۔

رسم مصحف کے جدید معترضین میں سے دوسرا بڑا نام ابن الخطیب محمد عبداللطیف کا ہے جس نے ”الفرقان“ نامی

کتاب تصنیف کی۔ جس کو پہلی بار دارالکتب المصریہ نے قاہرہ سے ۱۹۴۸ء میں شائع کیا۔ موصوف لکھتے ہیں:

”لما كان أهل العصر الأول قاصرين في فن الكتابة، عاجزين في الإملاء، لأمتهم وبدواتهم، وبعدهم عن العلوم والفنون، كانت كتابتهم للمصحف الشريف سقيمة الوضع غير محكمة الصنع، فجاءت الكتابة الأولى مزيجاً من أخطاء فاحشة ومناقضات متباينة في الهجاء والرسم“۔ (۵۵)

یعنی عصر اول کے لوگ، اپنے ان پڑھ اور بدوی ہونے کے لحاظ سے، فن کتابت سے قاصر اور علوم و فنون سے بے بہرہ تھے۔ مصحف میں کی گئی ان کی کتابت، وضع کے اعتبار سے سقیم اور مہارت کے اعتبار سے غیر محکم ہے۔ لہذا پہلی کتابت کے ہجاء و رسم میں فاحش اغلاط اور متباہن مناقضات شامل ہیں۔

ڈاکٹر لیب السعید، ابن الخطیب کا ایک اقتباس یوں نقل کرتے ہیں:

” (إنه) يقلب معانى الألفاظ، ويشوهها تشويهاً شنيعاً، ويعكس معناها بدرجة تكفر قاريه، وتحرف معانيه، وفضلاً عن هذا، فإن فيه تناقضاً غريباً و تنافراً معيماً لا يمكن تعليقه، ولا يستطيع تأويله“۔ (۵۶)

یعنی یہ رسم الفاظ کے معانی کو بدلنے کا سبب ہے، شکل و صورت کے لحاظ سے بُرا، معنی کو اس حد تک بدلنے والا کہ اس کا پڑھنے والا کافر ٹھہرے اور اس کے معنی بدل جائیں۔ مزید برآں اس رسم میں عجیب و غریب قسم کا تناقض و اختلاف پایا جاتا ہے جو اتنا معیوب ہے کہ اس کی توجیہ و تاویل کسی طرح ممکن نہیں۔

جولائی ۱۹۴۸ء میں صدر جامعۃ الازہر کی زیر نگرانی تین علما کی قائمہ کمیٹی نے اکتالیس (۴۱) صفحات پر مشتمل ایک فیصلہ صادر فرمایا جس میں مذکورہ کتب پر پابندی عائد کرنے اور ان کو ضبط کرنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ وہ اسلامی اصول جن پر احکام کا مدار ہے، ان کی پاسداری اور اس کی مخالفت کا سدباب ضروری ہے۔ (۵۷)

حواشی

- (۱) القسطلانی، لطائف الاشارات لفنون القراءات: ۲۸۵/۱
- (۲) غانم قدوری، رسم المصحف: ص ۱۹۹..... و..... الکردی: تاریخ القرآن وغرائب رسمه وحکمه: ص ۱۰۳
- (۳) ”اجمع المسلمون قاطبة على وجوب اتباع رسم مصاحف عثمان و منع مخالفتہ (ثم قال) قال العلامة ابن عاشر و وجه و جوبه ما تقدم من اجماع الصحابة عليه و هم زهاء اثني عشر الفاً و الإجماع حجة حسبما تقرر في اصول الفقه ﴿النصوص الجليلية: ص ۲۵﴾“۔ (مفتی محمد شفیق: جواہر الفقه: ۸۵/۱)
- (۴) صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۷۸
- (۵) ابن قتیبہ الدینوری، ابو محمد عبداللہ بن مسلم (م ۲۷۶ھ): ادب الکاتب: ص ۲۵۳، ط ۲، دار احیاء التراث العربی،

بیروت، ۱۹۷۰ء

(۶) السیوطی: الاتقان فی علوم القرآن: ۱۳۶/۳، ط۱، مکتبہ مطبوعہ المشهد الحسینی، قاہرہ، ۱۹۶۷ء، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم)..... صفحات فی علوم القراءات: ص ۷۸..... ”والفقهاء مجمعون، أو كالمجموعین علی هذا الرسم“۔ (المجمع الصوتی الاول: ص ۲۹۸)

(۷) الحداد: محمد بن علی بن خلف الحسینی: إرشاد الحیران إلى معرفة ما یجب فی رسم القرآن: ص ۴۱، مطبوعہ المعاهد بالجمالیة، قاہرہ، ۱۳۳۲ھ

(۸) احمد بن المبارک: الإبریر: ص ۵۹، ط۱، المطبوعہ الازہریة، مصر، ۱۳۰۶ھ..... الکردی: تاریخ القرآن: ص ۱۰۴..... التھانوی: اظہار احمد، الاستاذ الجلیل (م ۱۳۱۲ھ): ایضاً المقاصد شرح عقلیة اتراب القصائد فی علم الرسم: ص ۱۱، اقراءت اکیڈمی، لاہور۔ ن..... ابوطاہر السندی، صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۷۹

(۹) الدانی: ابو عمر عثمان بن سعید (م ۲۳۴ھ): المقنع فی رسم مصاحف الامصار: ص ۹۰، تحقیق: محمد الصادق قجماوی، مکتبہ الکلیات الازہریة، قاہرہ

(۱۰) الزرقانی، منابیل العرفان: ۳۷۲/۱

(۱۱) مرجع سابق..... الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن: ۳۷۹/۱

(۱۲) حمودہ، عبدالوہاب: القراءات واللہجات: ص ۱۰۲، ط۱، مکتبہ النہضة المصریة، قاہرہ، ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء

(۱۳) الزرقانی، منابیل العرفان: ۳۷۲/۱

(۱۴) مرجع سابق

(۱۵) الشیخ عبدالواحد بن عاشر الاندلسی: تنبیہ الخلان علی الاعلان بتکمیل مورد الظلمآن: ص ۱، ط۱، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ھ ﴿نوٹ: مذکورہ کتاب علامہ المارغنی کی تصنیف ”دلیل الحیران“ کے آخر میں بھی منسلک ہے﴾

(۱۶) سورة الفرقان: ۷

(۱۷) جارا اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمشری (م ۵۳۸ھ): الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقوال فی وجوه التأویل: ۲، ۲۰۹/۳، ط۱، المکتبہ التجاریة الکبریٰ، القاہرہ، ۱۹۵۳ء

(۱۸) الاتقان فی علوم القرآن: ۱۳۶/۳..... البرہان فی علوم القرآن: ۳۷۹/۱..... الکردی: تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ: ص ۱۰۳..... اطائف الاشارات لفنون القراءات: ۲۷۹/۱

(۱۹) محمد غوث ناصر الدین محمد نظام الدین الناکلی الارکانی: نثر المرجان فی رسم نظم القرآن: ۱۰/۱، مطبوعہ عثمان پریس، حیدرآباد دکن، ۱۳۱۳ھ

(۲۰) غرائب القرآن وغرائب الفرقان: ۲۰/۱..... الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن: ۳۸۰/۱ میں بھی اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

(۲۱) صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۸۱ و ۱۸۰

(۲۲) تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ: ص ۱۱۱

(۲۳) الجمع الصوتی الاول: ص ۲۹۸

(۲۴) مباحث فی علوم القرآن: ص ۱۳۹

(۲۵) ”یہ حفاظتِ ورثہ والی بات جذباتی ہی نہیں اپنے اندر ایک تہذیبی بلکہ قانونی اہمیت بھی رکھتی ہے۔ برسہیل تذکرہ مصر کے ایک ناشر کے خلاف رسمِ قیاسی کے ساتھ لکھا ہوا ایک مصحف چھاپنے پر مقدمہ چلا۔ عدالت نے ناشر کے خلاف فیصلہ دیا اور نسخہ کی ضبطی کا حکم جاری کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں ایک ”نقطہ توجہ“ یہ لکھا کہ ((آثارِ سلف کی حفاظت ترقی یافتہ اقوام کا فریضہ اولین ہے))۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز ٹیکسٹرز (یا دوسرے قدیم شعراء مثل چوسر وغیرہ) کا کلام انہی کے زمانے کے ہجاء وغیرہ کے ساتھ چھاپنا ضروری خیال کرتے ہیں اور وہ کسی طابع یا ناشر کو اس کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ تین چار سو سال میں انگریزی زبان بدل کر کچھ سے کچھ ہو چکی ہے تو پھر قرآن کے بارے میں یہ اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟“۔ (قرآن و سنت چند مباحث (۱): ص ۹۵ و ۹۶)

(۲۶) الجمع الصوتی الاول: ص ۳۰۲

(۲۷) فتاویٰ امام محمد رشید رضا: ۴/۸۹۶ تا ۷/۹۳۳..... بحوالہ: مربع سابق

امام محمد رشید رضا نے پانچ نکات پر مشتمل جو جواب صادر فرمایا اس کا متن یوں ہے:

”﴿۱﴾ أن الإسلام يمتاز على جميع الأديان بحفظ أصله منذ الصدر الأول، وأن التابعين وتابعيهم وأئمة العلم أحسنوا باتباع الصحابة في رسم المصحف، وعدم تحوير الكتابته بما استحدثت الناس من فن الرسم، وإن كان أرقى مما كان عليه الصحابة، إذ لو فعلوا لجاز أن يحدث اشتباه في بعض الكلمات باختلاف رسمها وجعل أصلها۔

﴿ب﴾ وأن الاتباع في رسم المصحف يفيد مزيد ثقة واطمئنان في حفظه كما هو، وفي إبعاد الشبهات أن تحوم حوله، وفي حفظ شيء من تاريخ الملة وسلف الأمة كما هو۔

﴿ج﴾ وأنه كنص الفتوى لو كان لمثل الأمة الإنكليزية هذا الأثر لما استبدلت به ملك كسرى وقيصر، ولا أسطول الألمان الجديد الذي هو شغلها الشاغل اليوم۔

﴿د﴾ وأن ما احتج به العز بن عبد السلام لما رآه من (عدم جواز كتابة المصاحف الآن على المرسوم الأول خشية الالتباس، ولئلا يوقع في تغيير من الجهال) ليس بشيء، لأن الاتباع إذا لم يكن واجباً في الأصل وهو ما لا ينكره فترك الناس له لا يجعله حراماً أو غير جائز لما ذكره من الالتباس۔

﴿ه﴾ وأن الحل لكل العقدة في مشكلات الرسم التي تواجه السائل هو في الرجوع إلى طبعة المصحف الصادرة في سنة ۱۳۰۸ هـ من مطبعة محمد أبي زيد بمصر، فقد توقف على تصحيح هذه الطبعة وضبطها الشيخ رضوان بن محمد المخلافي أحد علماء هذا الشأن وصاحب المصنفات فيه، والذي وضع للطبعة مقدمة شارحة

ونافعة“۔

- (۲۸) نفس المصدر: ص ۳۰۳
- (۲۹) محمد بن حبیب اللہ الشقیطی: ایقاظ الأعلام لوجوب اتباع رسم المصحف الإمام: ص ۱۶، ط ۱، مطبعة المعابد بالجماہلیہ قاہرہ، مصر، ۱۳۳۵ھ
- (۳۰) قرآن وسنت چند مباحث (۱): ص ۹۷
- (۳۱) بحوالہ: جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیع: ۹۳۱
- (۳۲) قاضی عبد الفتاح نے شیخ حسین والی اور احمد حسن زیات کو بھی اسی نظریہ کے قائلین میں شمار کیا ہے۔..... ملاحظہ ہو: القاضی عبد الفتاح: تاریخ المصحف الشریف: ص ۸۲، مطبعة المشهد الحسنی، القاہرہ
- (۳۳) القسطلانی: شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر: لطائف الاشارات لفنون القراءات: ۲۷۹/۱، المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ، قاہرہ، ۱۹۷۲ء
- (۳۴) الدمیاطی البناء، اتحاف فضلاء البشر: ص ۹
- (۳۵) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الزکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر (م ۹۴۷ھ): البرہان: فی علوم القرآن: ۳۷۹/۱، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، ۱۹۵۷ء:
- (۳۶) غانم قدوری الحمد: رسم المصحف دراسة لغویة تاریخیة: ص ۲۰۱، ط ۱، اللجنة الوطنیة للاحتفال، بغداد، عراق، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء
- (۳۷) الزرقانی: شیخ محمد عبدالعظیم: مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۳۷۹/۱، دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البابلی الحلی، قاہرہ، ۱۹۳۳ء
- (۳۸) مرجع سابق
- (۳۹) احمد بن المبارک: الإبریز: ص ۱۱۶، ط ۱، المطبعة الازہریہ، مصر، ۱۳۰۶ھ
- (۴۰) الدكتور احمد مختار عمر، الدكتور عبدالعال سالم مكرم: معجم القراءات القرآنیة: ۴۳ و ۴۲/۱، ط ۱، انتشارات اسوه (التابعة لمنظمة الاوقاف والشؤون الخیریة)، ایران، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۱ء
- (۴۱) ابن خلدون: عبدالرحمن المغربي (م ۸۰۸ھ): کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر مسمی بتاریخ ابن خلدون: ۷۴/۱، ط ۱، دار الکتب، بیروت، ۱۹۵۶ء:
- (۴۲) المارغنی التونسی، شیخ ابراہیم بن احمد: دلیل الحیران علی مورد الظمان فی فنی الرسم والضبط: ص ۲۶، ط ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء
- (۴۳) جیسا کہ علامہ الدمیاطی نے اس رائے کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:
- ”ورأى بعضهم قصر الرسم بالاصطلاح العثماني على مصاحف الخواص، وإباحة رسمه للعوام، بالاصطلاحات الشائعة بينهم“۔ (اتحاف فضلاء البشر: ص ۹)
- (۴۴) السدقی، ابوطاہر عبدالقیوم: صحفات فی علوم القراءات: ص ۱۸۰، ط ۱، المکتبۃ الامدادیہ، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۵ھ

- (۴۵) الزرقانی، مناہل العرفان: ۳۸۵/۱
- (۴۶) طلحہ از: احمد یار، پروفیسر حافظ: قرآن و سنت۔ چند مباحث: ص ۸۵، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب
لاہور، جون ۲۰۰۰ء
- (۴۷) مرجع سابق
- (۴۸) نفس المصدر: ص ۸۷
- (۴۹) اس پر حافظ احمد یار مرحوم ایک اقتباس ملاحظہ ہو:
- ”مگر جدید اور قیاسی املاء کے عادی خواندہ لوگوں کے لئے رسم قرآنی میں کیسے سہولت پیدا کی جائے؟ اس سوال کا ایک جواب تو وقت نظر سے اختیار کردہ علامات ضبط کا نظام ہے۔ دوسرا علاج اس کا الازہر والوں نے ۱۳۶۸ھ میں ایک دوسرے فتویٰ کی صورت میں دیا جس کی رو سے یہ جائز قرار دیا گیا کہ اصل متن تو رسم عثمانی کے مطابق ہی رہے مگر نیچے ذیل (فٹ نوٹ) کے طور پر ”مشکل“ کلمات کو جدید املاء یا رسم معتاد کی شکل میں الگ بھی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ عبدالجلیل عیسیٰ کے حاشیہ کے ساتھ ”المصحف المیسر“ اسی اصول پر علماء الازہر کی نگرانی میں تیار ہو کر شائع ہوا تھا۔ یہ بھی اس مسئلہ کا ایک عمدہ حل ہے۔ تاہم غالباً پاکستان میں اس کی ضرورت نہیں یہ پڑھے لکھے عربوں کا مسئلہ کا حل ہے۔ ہمارے ہاں رسم عثمانی کا مکمل التزام درکار ہے۔“ (نفس المصدر: ص ۹۷ و ۹۸)
- (۵۰) السندی ابوطاہر، صفحات فی علوم القراءات: ص ۱۸۲
- (۵۱) حضرت مولانا محمد شفیع: جواہر الفقہ: ۶/۱، ط ۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ
- (۵۲) اس کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ غانم قدوری لکھتے ہیں:
- ”.....فإن طائفة من المحدثین تنسب إلى العلم أطلقت ألسنتها تصف الرسم بما نجل الرسم والصحابة الذين كتبوه عن مجرد ذكره، وهو إن دل على شيء، فإنما يدل على الجهالة في العلم والبلاغة في الذهن والقصور في الإدراك، إن لم يدل على سوء النية وخبث القصد والعداء لكتاب الله العزيز.“ (رسم المصحف: ص ۲۱۱-۲۱۲)
- (۵۳) مرجع سابق
- (۵۴) مرجع سابق
- (۵۵) الفرقان: ص ۵۷..... بحوالہ: مرجع سابق
- (۵۶) لیبیب السعید: الدكتور: الجمع الصوتی الاول للقرآن (المصحف المرتل): ص ۲۹۳، ط ۲، دار المعارف القاہرہ: ص ۱-۲
- (۵۷) غانم قدوری: رسم المصحف: ص ۲۱۲..... و..... الجمع الصوتی الاول: ص ۳۰۱